نمبر ۳۴ | مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

صدر انجمن احمدیہ کے مرکزی دفاتر اور صیغہ جات کے تمام کارکن ۱۵ ستمبر احمدیہ کور کی یونی فارم پہنکر دفاتر میں آئے۔ دس بجے کے بعد حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب نے بحیثیت ناظم ورزش جسمانی تمام دفاتر کا معائنہ کیا۔ تمام کارکن بغیر کسی استثنا کے وردی میں ملبوس تھے۔ حتیٰ کہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب۔ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے چودھری فتح محمد صاحب ناظر اعلےٰ اور دوسرے ناظر صاحبان بھی وردی پہنے ہوئے تھے۔ گیارہ بجے کے قریب سب کو جن کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی۔ احمدیہ سکول کے صحن میں جمع کیا گیا۔ اور وہاں سے مارچ کرا کر ہائی سکول کے بورڈنگ ہاؤس میں پہنچایا گیا۔ پھر وہاں سے مدرسہ احمدیہ میں واپس لا کر منتشر کر دیا گیا۔

سرینگر میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے کارکنوں کی خدمات کے اعتراف میں عظیم الشان جلسہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظیر الدین صاحب سرینگر سے ۱۴ ستمبر کو حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں کل مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ پتھر مسجد میں شیخ محمد احمد صاحب و شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ اور محمد یوسف خاں صاحب بی۔ اے کے اعزاز میں زیر صدارت سید حبیب صاحب ایڈیٹر "سیاست" منعقد ہوا۔ مولوی عبداللہ صاحب پلیڈر نے کشمیر کمیٹی کے قابلِ قدر کام کے متعلق ایک لمبی تقریر کی جن مقدمات کی ان دونوں کلارنے پیروی کی۔ انکی ایک لمبی فہرست پبلک کے سامنے پڑھی گئی۔ اور ان کی عظیم الشان کامیابی کی بے حد تعریف کی گئی۔ غلام نبی صاحب نے ان قابلِ تعریف خدمات کے متعلق تقریر کی۔ جو دفتر نمائندگان کے چیف کارکن محمد یوسف خاں صاحب بی اے علیگ نے سر انجام دی ہیں۔ سید زین العابدین صاحب کی تقریر نہایت دردانگیز تھی آپ نے

ہز ہائی نس اور ان کی رعایا کے درمیان خوشگوار تعلقات پر بحث کی ایک ریزولیوشن عبدالرحمٰن صاحب کی تجویز سے اور مفتی جلال الدین صاحب کی تائید سے متفقہ طور پر پاس ہوا کشمیر کمیٹی نے کشمیر کے تباہ حال مسلمانوں کو اوپر اٹھانے کا جو کام ہاتھ میں لیا ہے۔ اس میں کامیابی حاصل کرنے پر اسے مبارکباد پیش کی گئی۔ نیز شیخ محمد احمد صاحب و شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ اور محمد یوسف خانصاحب بی۔ اے علیگ کا ان کے کارہائے نمایاں اور بیش قیمت قربانیوں کے لئے شکریہ ادا کیا گیا۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب نے بھی تقریر کی جس میں مسلمانوں کو پُرزور تحریک کی۔ کہ وہ زندہ رہنے کے لئے اپنی جدوجہد کو ہمیشہ جاری رکھیں۔ آخر میں صاحب صدر نے ایک فصیح تقریر کی جس میں کشمیر پولیٹیکل کانفرنس کو کامیاب بنانے پر زور دیا۔ اور قوم کی خدمات کے ...

موضع معین الدین پور میں احمدیوں پر مظالم

قابلِ توجہ افسرانِ ضلع گجرات

ضلع گجرات کے ایک گاؤں معین الدین پور میں بے گناہ احمدیوں پر محض ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے مظالم کی جو اطلاعات معتبر ذرائع سے ہمیں موصول ہوئی ہیں۔ وہ بہت ہی رنج افزا ہیں۔ اور محض مذہبی اختلاف کی بنا پر امن پسند اور پابند قانون لوگوں کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ نہایت ہی خطرناک ہے۔

وہاں صرف دو اشخاص احمدی ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ ایک اور صاحب جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ لیکن اہل دیہ نے اپنی ستم رانیوں کے ذریعہ اسے انکار کے لئے مجبور کر دیا۔ اس کے علاوہ سید حسین شاہ صاحب احمدی کو گاؤں کے بعض ستم کیش لوگوں نے پکڑ کر سخت زد و کوب کیا۔ اور انہوں نے بھاگ کر دوسرے احمدی کے ہاں پناہ لی۔ فتنہ پردازوں نے اس مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اور شام تک گھیرے رہے۔ سید صاحب رات کے وقت پوشیدہ طور پر گجرات پہونچے۔ اور زیر دفعہ ۱۰۷ تعزیرات ہند استغاثہ دائر کر دیا۔ جو زیر سماعت ہے

گجرات سے واپسی کے بعد ایک دن پھر ان لوگوں نے انہیں پکڑ لیا۔ اور انتہائی وحشت اور بربریت کا ثبوت دیتے ہوئے ان کا مونہہ سیاہ کر کے گدھے پر سوار کر دیا۔ اور بصورت جلوس تمام گاؤں میں پھرایا گیا۔ پیچھے پیچھے مرد اور عورتیں فحش کلامی کرتی جا رہی تھیں۔ اس غریب پر اینٹ پتھر بھی پھینکے گئے۔ ساتھ ڈھول پٹیا جا رہا تھا۔ نماز ظہر کے وقت ان کو مسجد میں لا کر جبراً توبہ کرائی گئی۔ اور غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے پر مجبور کیا گیا۔

اس کے علاوہ ان کا گھر بار اور مال اسباب سب لوٹ لیا گیا ہے۔ سید صاحب کے علاوہ وہاں ایک اور احمدی حافظ باغ علی صاحب ہیں۔ جو دوکان کرتے ہیں۔ ان سے سودا سلف خریدنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور اعلان عام ہے۔ کہ جو کوئی ان سے سودا خریدے گا۔ اس سے پانچ روپیہ تاوان وصول کیا جائے گا۔ اور سب سے زیادہ کمینگی یہ کی ہے۔ کہ مہتر اور سقہ وغیرہ کو ان کے ہاں جانے سے بجبر روک دیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی انسانیت سوز سلوک کرنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ بلکہ ایسا کرنے کا فیصلہ بھی کیا جا چکا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اگر احمدیوں کو جان سے بھی مار دینگے۔ تو کوئی گواہی دینے والا نہیں مل سکے گا۔ حافظ باغ علی صاحب اور ان کے بیوی بچوں کی جان ہر وقت خطرہ میں ہے۔ اور جائداد وغیرہ کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ خطرہ اس وجہ سے اور بھی بڑھ گیا ہے کہ حال ہی میں موضع گوٹریالہ میں ایک احمدی کو جان سے مار ڈالا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ اس تمام فتنہ کی پشت پر مقامی نمبردار جیون شاہ ہے۔ اس کا اپنے منصب کے لحاظ سے تو یہ فرض تھا۔ کہ گاؤں میں امن قائم رکھتا۔ اور فتنہ و فساد دُور کرتا۔ مگر وہ اُلٹا اس شرارت کی راہنمائی کر رہا۔ اور لوگوں کو جرأت دلا رہا ہے۔ کہ بے شک مارو۔ اور مال و اسباب لوٹ لو۔ کوئی تمہارے خلاف گواہی نہیں دے سکتا۔ فتنہ پردازوں میں جیون شاہ کے علاوہ رسول شاہ و نواب شاہ پسران محبوب شاہ۔ فضل شاہ۔ علی محمد۔ حسن شاہ۔ نواب شاہ۔ مسو پیدا ر حسین شاہ۔ یوسف شاہ۔ یسین شاہ۔ محمود شاہ اور فضل شاہ وغیرہ بھی بہت زیادہ حصہ لے رہے ہیں۔ اور باقی لوگ ان کی شہ پر سخت قانون شکنی کر رہے ہیں۔

ہم یہ واقعات ضلع گجرات کے ذمہ دار افسروں کے نوٹس میں لا کر انہیں توجہ دلاتے ہیں۔ کہ موضع معین الدین پور میں جو گجرات کے بالکل قریب ہی واقعہ ہے۔ احمدیوں کی عزت و آبرو اور جان و مال کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کریں۔ اور فتنہ پردازوں کو ایسی خوفناک شرارتوں سے باز رکھیں۔ معین الدین پورہ کوئی یاغستانی خطہ یا غیر علاقہ کی بستی نہیں۔ کہ اس میں قیام امن میں کوئی مشکل پیش آئے۔ ہم نے اس ظلم و ستم کی داستان اس لئے ذرا تفصیل سے بیان کی ہے۔ کہ اگر لاعلمی کی وجہ سے اس سے قبل ذمہ دار افسر اپنے فرائض کی ادائگی کی طرف متوجہ نہ ہو سکے ہوں۔ تو اب توجہ کریں اور حکومت کے وقار کو قائم کریں۔ ورنہ ایسے ایسے واقعات کی موجودگی میں شرفاء اور امن پسند رعایا کے دل میں بھی یقیناً حکومت کا وقار قائم نہیں رہ سکتا۔

یہ مظالم ایسے ہیں جنہیں دُنیا کی کوئی مہذب سوسائٹی برداشت نہیں کر سکتی۔ اور اس لئے قبل اس کے کہ حالات خطرناک صورت اختیار کریں۔ ان کا انسداد ہونا چاہئے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ ضلع گجرات کے دونوں ذمہ دار افسر یعنی ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس ہندوستانی ہیں۔ اگر ان کی موجودگی میں اس قسم کی بدامنی موجود رہی۔ تو سوراجیہ کے تصور سے بھی شرفا کانپ اٹھیں گے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی انتظامی قابلیت کا بہتر ثبوت بہم پہونچائیں۔

تار کے پتوں کے متعلق ضروری اعلان

محکمہ تار نے اطلاع دی ہے۔ کہ جو پتے رجسٹرڈ نہ ہوں وہ تین لفظوں سے کم منظور نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے جن تاروں کا پتہ صرف دو لفظوں میں لکھا ہوا ہوگا۔ وہ تار ستمبر کے بعد تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح سے اگر فارن سکرٹری قادیان۔ یا چیف سکرٹری قادیان پتہ ہوگا۔ تو گو یہ تین لفظ ہو جائیں گے۔ مگر چونکہ یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ کونسی جماعت یا سوسائٹی کا سکرٹری ہے اس لئے ایسے تار بھی ناظر اعلیٰ۔ یا ناظر امور خارجہ یا جس کے بھی نام ہونگے تقسیم نہیں ہونگے جب تک کہ کوئی تخصیص نہ ہو۔ کہ فارن سکرٹری احمدیہ کمیونٹی۔ پس قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اور اخراجات کا بھی خیال رکھتے ہوئے تمام احباب کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ جو بھی تار کسی نظارت وغیرہ کو بھجوانا ہو۔ اس کا پتہ حسب ذیل طریق پر لکھا جائے۔ مثلاً اگر ناظر امور خارجہ کو تار دینا ہو۔ تو اس کا پتہ لکھا جائے:-

ahmadyyia
Nazirvamurkharja

اسی طرح اگر ناظر صاحب اعلیٰ کو تار دینا ہو۔ تو پتہ:-

ahmadyyia Nazirala

لفظ احمدیہ ضرور لکھا جائے۔ اور پھر نظارت کا نام لکھ دیا جائے ناظر اعلیٰ۔ یا ناظر امور خارجہ۔ یا ناظر دعوت۔ ایک ہی لفظ کر کے لکھا جائے۔ جس طرح اوپر نمونہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ جانچ ہوتے وقت یہ ایک ہی لفظ شمار ہوگا۔ اس طرح پتہ صرف تین ہی لفظوں میں ہوگا۔ ایک "احمدیہ"۔ دوسرا نظارت کا نام۔ اور تیسرا جگہ کا نام۔ یعنی قادیان۔

جماعت ہائے احمدیہ کے عہدہ داران۔ اور دُوسرے احباب کو اچھی طرح سے نوٹ کر لینا چاہئیے۔ کہ انہی ہدایات کے مطابق آئندہ تاروں کے پتے لکھے جائیں۔ (ناظر امور خارجہ قادیان)

مسئلہ کشمیر اور ہندو مہا سبھائی

اس نام سے ملک فضل حسین صاحب نے حال میں ایک خوبصورت کتاب شائع کی ہے۔ اس میں جہاں یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ ہندوؤں نے مسلمانان کشمیر کو اپنے جائز حقوق سے محروم رکھنے کے لئے کس قسم کی چالوں سے کام لیا۔ وہاں ہندوؤں کے ان تمام اعتراضوں کے بھی انہی کی تحریروں سے جواب دیے گئے ہیں۔ جو مسلمانانِ کشمیر۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور احمدیہ جماعت پر کئے گئے تھے۔ ساتھ ہی مسلمانانِ کشمیر کے نامنظور شدہ مطالبات کی معقولیت پر بھی مفصل بحث کی ہے۔ اور ہندوؤں ہی کے ویدوں شاستروں اور بڑے بڑے لیڈروں کی تحریروں سے ثابت کر کے دکھایا گیا ہے۔ کہ یہ مطالبات بالکل درست صحیح اور معقول ہیں۔ اور اس کے علاوہ بیس کے قریب انگریزوں۔ انگریزی اخباروں۔ ہندو لیڈروں۔ ہندو اخبارو...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

گاندھی جی کا ارادۂ خودکشی

کانگرسیوں اور تمام انسانیت کی قدر کرنے والوں کو اسکے خلاف آواز اُٹھانی چاہیے

گاندھی جی کی دھمکی

اگرچہ وزیر اعظم برطانیہ نے اپنے فرقہ وار فیصلہ میں اچھوت اقوام کے جائز اور مبنی بر انصاف مطالبات کو محض ہندوؤں کی خاطر بڑی حد تک نظر انداز کر دیا۔ اور یہ جانتے ہوئے نظر انداز کر دیا۔ کہ اچھوت اقوام پر اعلےٰ ذات کے ہندو صدیوں سے ناقابل بیان سختیاں کر رہے ہیں۔ اور گو یہ بات ہندوؤں نے بھی محسوس کی۔ اور جہاں فیصلہ کے بعض پہلوؤں کے متعلق وہ شور مچا رہے ہیں وہاں اچھوتوں کے بارے میں بڑی حد تک خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے گاندھی جی نے اپنی اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ جو انہوں نے گول میز کانفرنس میں اچھوت اقوام کی علیحدہ نیابت کی مخالفت کرتے ہوئے دی تھی اور یہاں تک کہا تھا۔ کہ ”اگر اچھوت اقوام کو جداگانہ طریق انتخاب دیا گیا۔ تو میں اس کی مزاحمت کرنے میں اپنی جان تک دے دوں گا“

ارادۂ خودکشی

چنانچہ ان کی درخواست پر وزیر اعظم کی منظوری سے گورنمنٹ آف انڈیا نے ۱۲ ستمبر کو وزیر ہند اور وزیر اعظم کے ساتھ جو خط و کتابت شائع کی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ۲۰ ستمبر سے وہ فاقہ کشی شروع کر دیں گے۔ بشرطیکہ وزیر اعظم کا فرقہ وار فیصلہ ان کے تجویز کردہ طریق پر بدل نہ دیا جائے۔ اور اس طرح جان دے دیں گے۔

گاندھی جی کا خط بنام وزیر ہند

حکومت برطانیہ گاندھی جی کی خودکشی کرنے کی اس دھمکی کے آگے جھک کر اپنے اعلان کردہ فیصلہ کو ان کے منشا کے مطابق بدل دینے کے لئے تیار ہو گی یا نہیں۔ اس کا پتہ شائع شدہ خط و کتابت سے ہی لگ جاتا ہے۔ گاندھی جی نے اس رنگ میں خودکشی کرنے کی اطلاع سب سے پہلے ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ء کے خط کے ذریعہ وزیر ہند کو بایں الفاظ دے دی تھی۔ کہ

”میں ادب سے ملک معظم کی حکومت کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ اگر اس نے اچھوتوں کے لئے جداگانہ طریق انتخاب جاری کیا۔ تو میں بھوکا رہ کر اپنی سب سے زیادہ عزیز جان گنوا دوں گا“

اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا۔ کہ

”مجھے امید ہے۔ کہ میرے تمام خدشات بالکل غیر حق بجانب ہیں۔ اور برطانوی حکومت کا مطلقاً یہ ارادہ نہیں ہے۔ کہ اچھوت جاتیوں کے لئے جداگانہ طریق انتخاب جاری کیا جائے“

گاندھی جی کا خط بنام وزیر اعظم

گویا خودکشی کی دھمکی کے ساتھ ہی تملق اور چاپلوسی کے ذریعہ وزیر اعظم کے فیصلہ کے اعلان سے قبل انہوں نے کوشش کی۔ کہ فیصلہ اپنے منشا کے ماتحت کرا سکیں۔ لیکن جب فیصلہ شائع ہو گیا۔ تو گاندھی جی اس سے مطمئن نہ ہوئے۔ اور انہوں نے وزیر اعظم کو لکھا۔

”میرے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں۔ کہ آپ کے اس فیصلہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی زندگی قربان کر دوں۔ اس وقت صرف یہی واحد طریقہ اختیار کر سکتا ہوں۔ کہ بھوکا رہ کر مر جاؤں۔ اور اپنے اس برت کے دوران میں پانی کے سوا اور کچھ نہ کھاؤں گا۔ نہ پیوں گا۔ صرف پانی پیوں گا۔ جس میں نمک یا سوڈا ملا ہوا ہو۔ یا نمک بھی نہ ہو۔ میرا یہ برت ختم ہو جائے گا۔ اگر اس کے دوران میں برطانوی گورنمنٹ اپنے آپ یا رائے عامہ کے دباؤ سے اپنے فیصلہ کو منسوخ کر دے۔ اور اپنے فیصلۂ انتخاب جداگانہ کو واپس لے لے۔ میں آپ کی اطلاع کے لئے کہہ دوں۔ کہ میرا یہ برت معمولی حالت میں ۲۰ ستمبر دوپہر سے شروع ہو جائے گا۔ بشرطیکہ آپ کا فرقہ وار فیصلہ میرے تجویز کردہ طریق پر بدل نہ دیا جائے“

وزیر اعظم کا جواب

اس کے جواب میں وزیر اعظم کی طرف سے ۸ ستمبر کو جو مکتوب گاندھی جی کو موصول ہوا۔ اس میں انہیں بتا دیا گیا۔ کہ

”جب ہندوستانی آپس میں کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ تو انہوں نے ہم سے فیصلہ کرنے کی درخواست کی۔ ہم نے اپنی رضامندی کے خلاف فیصلہ دینا منظور کر لیا۔ اب ہم فیصلہ دے چکے ہیں۔ اور ہم سے ان شرائط کے سوا جن کا ہم نے فیصلہ کے اعلان میں ذکر کر دیا ہے اسے بدلنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے مجھے ڈر ہے۔ کہ میرا جواب ضرور آپ کو یہی ہو گا۔ کہ گورنمنٹ کا فیصلہ قائم ہے۔ اور صرف ہندوستان کے مختلف فرقوں کے درمیان باہمی سمجھوتہ ہی گورنمنٹ کے اس فیصلہ کی جس میں گورنمنٹ نے متضاد مفادوں میں توازن قائم رکھنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ جگہ لے سکتا ہے“

اس سے یہ امر تو واضح ہو گیا۔ کہ حکومت برطانیہ گاندھی جی کی خودکشی کی دھمکی سے مرعوب ہو کر اپنے فیصلہ میں کوئی تغیر کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور انہیں اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے میں کامل آزادی حاصل ہے۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ گاندھی جی کا یہ طریق عمل کہاں تک کانگرس کے اصول کے مطابق اور انسانیت کے لحاظ سے جائز ہے۔

خودکشی کرنے کی وجہ

گاندھی جی نے اس اقدام کی بنا اپنے خط بنام وزیر ہند میں یہ قرار دی ہے۔ کہ اچھوتوں کو علیحدہ نیابت دینا خواہ سیاسیات کے لحاظ سے معقول حیثیت رکھتا ہو۔ لیکن ہندو دھرم پر حملہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا۔

”میری رائے میں جداگانہ طریق انتخاب ان کے لئے اور ہندو دھرم کے لئے مضرت رساں ہے۔ خواہ خالص سیاسی نقطۂ نگاہ سے یہ کم ہی کیوں نہ ہو .... جہاں تک ہندو دھرم کا تعلق ہے۔ جداگانہ طریق انتخاب اسے مختلف حصوں میں تقسیم کر دے گا۔ اور اس کے شیرازہ کو بکھیر دے گا۔ میرے نزدیک ان اقوام کا سوال نمایاں طور پر اخلاقی اور مذہبی حیثیت رکھتا ہے۔ سیاسی پہلو بے شک اہم ہے۔ مگر مذہبی اور اخلاقی پہلو کے مقابلہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی“

اس کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو دھرم چونکہ اچھوتوں کو اس حالت سے ترقی کرنے کی اجازت نہیں دیتا جس میں انہیں صدیوں سے دھکیلا جا چکا ہے۔ اس لئے ان کی ترقی کا سیاسی پہلو خواہ کتنا ہی اہم ہو۔ مذہبی پہلو کو ہی ترجیح دینی چاہیئے۔ اور اچھوتوں کو ہندوؤں کے رحم پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

کانگرس کے اصل کی خلاف ورزی

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ اچھوتوں کو جداگانہ انتخاب کا حق دے دیا گیا ہے۔ اور یہ ہندو دھرم کے لئے مضرت رساں اور اس کے شیرازہ کو بکھیرنے والا ہے۔ گو وزیر اعظم نے اس بارے میں

یہ جواب دے دیا ہے۔ کہ

"ہم نے اس امر کے متعلق بھی بہت احتیاط سے کام لیا ہے کہ کوئی ایسا فیصلہ نہ کیا جائے۔ جس کے رُو سے اچھوت جاتیاں ہندوؤں سے علیٰحدہ ہو جائیں۔ گورنمنٹ کی سکیم کے ماتحت اچھوت جاتیاں ہندو کمیونٹی کا حصہ بنی رہیں گی"

تو سوال یہ ہے۔ کہ سیاسیات میں مذہب کو کیوں گھسیڑا جا رہا ہے۔ اور کانگرس کے "واحد نمائندہ" کو یہ کہنے کا کیا حق ہے۔ کہ سیاسی پہلو بے شک اہم ہے۔ مگر مذہبی اور اخلاقی پہلو کے مقابلہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی" جب کہ کانگرس اپنا یہ اصل قرار دے چکی ہے۔ کہ سیاسیات ہند میں کسی مذہب کی مداخلت گوارا نہیں کی جا سکتی۔ اور ڈاکٹر کچلو کانگرس کا ڈکٹیٹر ہونے کی حیثیت سے حال ہی میں بیان کر چکے ہیں۔ کہ

"میں انڈین نیشنل کانگرس کی طرف سے اس کا اعلان کر دینا بہتر سمجھتا ہوں۔ کہ کانگرس سیاسیات ہند میں کسی مذہب کی مداخلت گوارا نہیں کر سکتی"

کیا کانگرس گاندھی جی کو سمجھائیگی

کیا کانگرس گاندھی جی کو یہ سمجھانے کی کوشش کرے گی۔ کہ انہوں نے ہندو دھرم کے خطرہ کو بنا قرار دے کر کیوں خودکشی کا تہیہ کیا ہے۔ اور وُہ کیوں سیاسیات ہند میں مذہب کو داخل کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس لحاظ سے گاندھی جی کا یہ اقدام عقل و دانش کے علاوہ خود کانگرس کے اصل کے بھی خلاف ہے۔ اور کسی سچے کانگرسی کو ان کے اس فعل سے قطعاً کسی قسم کی ہمدردی نہیں ہونی چاہیئے *

کیا گاندھی جی مذہبی آدمی ہیں۔

گاندھی جی نے جہاں خودکشی کے ارادہ کی بناء ہندو دھرم کو نقصان پہونچنے کے خیالی خطرہ پر رکھی ہے۔ وہاں اپنے اس فعل کو خالص طور پر مذہبی قرار دیا۔ اور اپنے آپ کو مذہبی آدمی بتا کر اس فعل کے لئے حق بجانب ٹھیرانے کی بھی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اپنے خط بنام وزیر اعظم میں لکھتے ہیں:۔

"افسوس ہے۔ کہ مجھے یہ فیصلہ کرنا پڑا۔ مگر میں مجبور ہوں۔ چونکہ میں مذہبی آدمی ہوں۔ اور اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ میرے لئے سوائے اس طریق کے اور کوئی طریق نہیں رہا جس پر عمل کر سکوں"

کانگرس اعلان کرے

کانگرسیوں کو ان الفاظ پر غور کر کے بتانا چاہیئے۔ کہ سیاسیات میں مذہب کی عدم مداخلت کے اصل کو گاندھی جی نے قطعاً نظر انداز کر دیا ہے۔ یا نہیں۔ اور وُہ سیاسی لیڈری کا چولا اتار کر مذہبی آدمی کی حیثیت میں اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ تو اب کانگرس یا تو اپنے مقرر کردہ اصل کو قائم رکھتی ہوئی یہ اعلان کر دے۔ کہ گاندھی جی کا کانگرس سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور وُہ اس کے منشا کے خلاف خودکشی پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ یا پھر یہ کہدے۔ کہ کانگرس نے اپنے آپ کو گاندھی جی پر قربان کر دیا ہے۔ اور اس کا اصل مقصد ہندو دھرم کی حفاظت ہے۔ نہ کہ ہندوستان کو سیاسیات کے لحاظ سے ترقی دینا:۔

کانگرس گاندھی جی کے خلاف آواز اٹھائے

گاندھی جی کو جوں جوں اپنی دھمکی بے اثر ہوتی نظر آئی۔ وُہ اچھوتوں کی نیابت کے محض سیاسی سوال کو زیادہ سے زیادہ مذہبی رنگ میں رنگتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنے آخری خط بنام وزیر اعظم میں لکھدیا۔ کہ

"میری توقع تو یہ تھی۔ کہ میرا یہ انتہائی فیصلہ ہی موثر طریق پر ایسے خودغرضانہ سکیم نکالنے کو روکے گا۔ میں زیادہ نہ کہتا ہوا پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ میرے نزدیک یہ معاملہ خالص مذہبی حیثیت رکھتا ہے"

یہ الفاظ کانگرس کے لئے گاندھی جی کے متعلق اپنا طریق عمل تجویز کرنے کے بارے میں بالکل صاف ہیں۔ گاندھی جی بالفاظ خود خالص مذہبی معاملہ کی خاطر جان دینے پر آمادہ ہوئے ہیں لیکن کانگرس مذہب کو سیاسیات سے علیٰحدہ رکھنے کا اصل تجویز کر چکی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ وُہ اس معاملہ میں گاندھی جی کی حمایت کرے۔ بلکہ اس کا تو یہ فرض ہے۔ کہ ان کے خلاف آواز اٹھائے اور اپنے حلقۂ اثر میں ان کے اس فعل کے متعلق اظہارِ نفرت کرنے کا انتظام کرے:۔

گاندھی جی کی اصل غرض

گاندھی جی اس معاملہ کو "خالص مذہبی حیثیت" دیں۔ یا جو ان کا جی چاہے۔ کہیں۔ اصل بات وہی ہے۔ جو وزیر اعظم نے انہیں صاف الفاظ میں کہدی ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ

"آپ نے بھُوکا رہ کر مر جانے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اس سے اچھوتوں کے لئے دیگر ہندوؤں کے ساتھ مخلوط انتخاب حاصل کرنا مقصود نہیں۔ کیونکہ وُہ تو پہلے ہی ان کو حاصل ہے۔ نہ اس کا مقصد ہندوؤں میں یک جہتی قائم رکھنا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وُہ بھی قائم رکھی گئی ہے۔ بلکہ آپ کا مدعا اچھوت جاتیوں کو جن کی راہ میں کئی رکاوٹیں ہیں لیجسلیچروں میں تھوڑے سے نمائندے جو ان کی آواز کو سُنا سکیں بھیجنے سے روکنا ہے۔ میں اپنے منصفانہ اور محتاط فیصلہ کی روشنی میں آپ کے فیصلہ کی وجہ سمجھنے کے ناقابل ہوں"

انسانیت کی قدر کرنے والے اور گاندھی جی

گاندھی جی کے سابقہ رویہ اور موجودہ طریق عمل سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کہ انہیں اچھوت اقوام کے متعلق قطعاً یہ گوارا نہیں۔ کہ ان کے تھوڑے سے نمائندے ان لیجسلیچروں میں شریک ہو سکیں۔ جن میں اعلیٰ ذات کے ہندو شامل ہونگے۔ اور ان کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر ہندو دھرم کے ان احکام کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو سکیں۔ جن کے رُو سے اچھوتوں کا سایہ تک ناپاک قرار دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے گاندھی جی کا طریق عمل ہر اس انسان کے نزدیک بھی انتہائی نفرت کے قابل ہے۔ جس کے دل میں انسانیت کی کچھ بھی قدر و قیمت ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق کو مساوی سمجھتا ہے *

گاندھی جی سے ہمدردی

غرض اعلان کردہ رویہ میں گاندھی جی کسی طبقہ کی طرف سے بھی کسی قسم کی تائید کے مستحق نہیں ہیں۔ البتہ ہر شخص کی ہمدردی کے مستحق فرد ہیں۔ اور وُہ اسی طرح کی جا سکتی ہے۔ کہ انہیں سمجھایا جائے۔ کہ خودکشی کوئی بہادری نہیں۔ بلکہ اپنی ناکامی اور نامرادی پر مہر تصدیق ثبت کرنے کا نام ہے۔ اور دُنیا کے کسی صاحب عقل و ہوش طبقہ نے کبھی اسے جائز نہیں قرار دیا۔ علاوہ ازیں جس مذہب کے پیرو ہونے کا انہیں دعوٰے ہے۔ اور جس کی حفاظت کی غرض سے وُہ اپنی عزیز جان اس طرح ضائع کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق بھی اس کے پیرووُں کا یہی دعوٰے ہے۔ کہ اس نے خودکشی کی ممانعت کی ہے۔ پھر اگر اور کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ تو وُہ اپنی مذہبی تعلیم کو ہی اس بارے میں اپنا راہنما قرار دے لیں۔ اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاک کرنے سے باز رہیں۔ اس بارے میں ان کی ضد نہ صرف ہندوستان کو کوئی فائدہ نہ پہونچائے گی۔ بلکہ ساری دُنیا میں ہندوستان کی بدنامی کا موجب ہوگی۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ وُہ شخص جسے ہندوستان کا سب سے بڑا سیاسی لیڈر ہونے کا دعوٰے تھا۔ ایک ایسے معاملہ میں اپنی ناکامی برداشت نہ کر سکا۔ جس کے متعلق اس کا مطالبہ از روئے انصاف اور از رُوئے انسانیت سراسر ناجائز تھا۔ اور اپنے ہاتھوں ناکامی و نامردی کی موت سے ہمکنار ہو گیا۔

سرخپوشوں کا انتباہ سکھوں اور ہندوؤں کو

یو۔ پی کے مسلمانوں کے بعد صوبہ سرحد کے سرخپوشوں نے بھی ایک عظیم الشان جلسہ میں یہ قرارداد پاس کی ہے۔ کہ پنجاب کے ہندوؤں اور سکھوں کی مسلمانوں کے خلاف روش شدید مذمت کے قابل ہے اور پنجاب کے تمام نام نہاد نیشنلسٹ کانگرسیوں کو انتباہ کیا گیا ہے کہ اپنے طرزِ عمل کو جو حب الوطنی کے خلاف ہے۔ تبدیل کریں۔ ورنہ صوبہ سرحد کے سرخپوش جو پنجاب کے سکھوں سے زیادہ مادرِ وطن کی خاطر قربانیاں پیش کر چکے ہیں۔ اسلامی اور قومی حقوق کی حفاظت کے لئے لاہور کی طرف کوچ کرنے پر مجبور ہونگے *

برادران سرحد کی اس ہمدردی کے لئے مسلمانان پنجاب بے حد شکر گزار ہیں لیکن یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہندوؤں اور سکھوں نے عاقبت نا اندیشی

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

"سُرمہ چشم آریہ" کا ایک حوالہ

اور

"حیاتِ مسیح" کا غلط استدلال

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "حیاتِ مسیح ناصری" کے بے بنیاد عقیدہ کی تردید اس قدر مضبوط اور ناقابل تردید دلائل سے کی ہے۔ کہ ان کے مقابلہ میں "علماء" کہلانے والوں اور تکفیر صلحاء کے اجارہ داروں کو تابِ مقاومت نہ رہی

کوئی جاندار کرۂ ارضی سے باہر نہیں جاسکتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید کی آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت کیا۔ کہ اٹل قانون خداوندی کی رو سے کسی جاندار کا کرۂ ارضی سے باہر جانا ناممکن الوقوع ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون کہ تم اسی زمین میں زندہ رہوگے۔ اسی میں فوت ہوگے اور پھر اس سے تمہاری بعثت ثانیہ ہوگی۔ اس آیت میں تحیون فعل پر فیھا ظرف کے تقدم کی وجہ سے حصر ہے جس سے قواعد عربیہ کے مطابق استثناء ناممکن ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے آیت الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً وامواتاً میں کشش ثقل کا قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ ہم نے زمین کو زندہ اور مردہ دونوں کو اپنے اندر سمیٹنے والی بنایا ہے گویا خواہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہوں۔ خواہ وفات یافتہ دونوں صورتوں میں آسمان پر نہیں جاسکتے۔ اور اگر ان کو آسمان پر زندہ قرار دیا جائے۔ تو اس سے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ پر کذب کا الزام آتا ہے۔ (جو محال ہے) لہٰذا یہ بات ہی غلط ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔

خدا کا قادر مطلق ہونا

اس پر "علماء" نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ احمدی خدا تعالیٰ کو قادر مطلق نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ آسمان پر اٹھا نہیں سکتا۔ حالانکہ یہ افتراء محض اشتعال انگیزی کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ کسی انسان کو آسمان پر لے جانا خدا تعالیٰ کی طاقت اور قدرت سے باہر ہے۔ بلکہ ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جائے تو اس سے خدا تعالیٰ پر کذب بیانی کا الزام آئے گا۔ کیونکہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔ کہ کوئی انسان آسمان پر اٹھایا نہ جائے گا۔ کیا غیر احمدی علماء بتا سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بھی بول سکتا ہے؟ یا کیا اپنے جیسا ایک اور ازلی اور ابدی خدا بھی بنا سکتا ہے؟ اگر نہیں۔ تو پھر کیا وہ خدا کو "قادر مطلق" نہیں مانتے؟ فما ھو جوابکم فھو جوابنا

غلط استدلال

غیر احمدی مولوی اپنی ندامت مٹانے کے لئے سرمہ چشم آریہ ص۳۹ کا ایک حوالہ پیش کیا کرتے ہیں۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ منظفر گڑھ کے ایک بکرے نے دودھ دیا۔ اسی طرح ایک مرد کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ کہ اس نے اپنے بچے کو اپنا دودھ پلایا۔ اس سے ان کا استدلال یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر بکرا دودھ دے سکتا ہے اور مرد عورت بن سکتا ہے۔ تو کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں جاسکتے؟ حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ قرآن مجید میں یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ بکرا دودھ نہیں دے سکتا۔ مگر اس کے علی الرغم قرآن مجید نے کسی انسان کے آسمان پر جانے کو ناممکن الوقوع قرار دیا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی سنت شاذہ

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "سرمہ چشم آریہ" کی محولہ عبارت میں مرلی دھر آریہ کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔ کہ شق القمر کا معجزہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ لہٰذا قابل قبول نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ کہ بعض امور ہمارے عام مشاہدے کے خلاف ہوتے ہیں۔ مگر قانون قدرت کے خلاف نہیں ہوتے بلکہ خدا تعالیٰ کی سنت شاذہ کے ماتحت ظہور میں آتے ہیں جیسا کہ بکرے کا دودھ دینا وغیرہ اسی طرح شق القمر کا معجزہ بھی ظہور میں آیا۔ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ کہ جب عیسائیوں نے الوہیت مسیح کی دلیل یہ دی۔ کہ چونکہ مسیح کا بن باپ پیدا ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ وہ انسان نہیں بلکہ خدا تھا۔ تو اس کے رد کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ان مثل عیسٰی عند اللہ کمثل آدم کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا ایسا ہی ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا۔

پس ولادت مسیح بغیر اب قانون قدرت کے خلاف نہیں بلکہ سنت شاذہ الہیہ کے ماتحت ہے۔

زمانہ ماضی کی مثالیں

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ واقعات مندرجہ سرمہ چشم آریہ بھی قانون قدرت کے خلاف نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی مثالیں زمانہ ماضیہ میں بھی پائی گئی ہیں۔ چنانچہ حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق حسن خان کے ص۲۵۹ پر لکھا ہے۔ "فبعث بہ الی الخلیفۃ المقتدر واھدیٰ معہ تیساً لہٗ ضرع یحلب لبناً حکاہ الصولی وابن کثیر" یعنی امام ابن جوزی نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک شخص چودہ قدم لمبا اور ایک قدم چوڑا خلیفہ مقتدر باللہ کے پاس بھیجا گیا۔ اس شخص کے ساتھ ایک بکرہ تحفۃً بھیجا گیا جس کے تھن تھے۔ اور وہ دودھ دیتا تھا۔ اس واقعہ کو صولی۔ ابن کثیر اور دیگر علماء نے بھی بیان کیا ہے۔

اسی طرح حجج الکرامہ کے ص۲۹۳ سطر ۱۶ پر مذکور ہے

"وفی سنۃ ۳۰۰ھ احضر والی الاشمونین الی الآمر بنتاً عمرھا خمس عشر سنۃ ذکر انھا لم تزل بنتاً الیٰ ھذہ الغایۃ فاستد الفرج وظھر لھا ذکر وانثیان واحتلمت وشاھدوھا وسموھا محمد او لھذہ القضیۃ نظیر ذکرھا ابن کثیر فی تاریخہ قال الحافظ ابن حجر وقع فی عصرنا نظیر ذالک فی سنۃ ۸۲۳ھ"

کہ ۳۰۰ھ میں والی الاشمونین نے امیر کے سامنے ایک لڑکی پیش کی جس کی عمر ۱۵ سال کی تھی۔ اس نے بتایا۔ کہ وہ اتنی مدت تک لڑکی رہی۔ پھر اس کے اعضاء نسائیہ مردانہ صورت میں تبدیل ہوگئے۔ اور وہ محتلم بھی ہوئی۔ اور انہوں نے ان باتوں کا مشاہدہ بھی کیا۔ اور اس کا نام محمد رکھا۔ اور ایسا ہی ایک اور واقعہ (لڑکی کے لڑکا بننے کا) ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔ کہ میرے زمانہ (۸۲۳ھ) میں بھی ایسا ہی ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔

ان نظائر کو پیش نظر رکھتے ہوئے تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرمہ چشم آریہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اس پر غیر احمدی علماء کا مذاق اڑانا ان کی اپنی ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ حافظ ابن حجر اور ابن کثیر جیسے مستند اور مسلم اساتذہ نے بھی ان باتوں کی تصدیق کی ہے۔

نیز ان سے حیات مسیح علیہ السلام پر استدلال کرنا ڈوبتے ہوئے کو تنکے کا سہارا لینا ہے۔

خاکسار

ملک عبدالرحمٰن خادم بی۔ اے۔ گجراتی

حضرت مسیح موعودؑ کی عمر اور اخبار اہلحدیث

اخبار اہلحدیث مورخہ یکم جولائی میں ایک مضمون "پیدائش مرزا اور تاریخ مرزا" کے عنوان سے شایع ہوا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کے متعلق یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ آپکی عمر ان الہامات کے مطابق نہیں ہوئی جن میں خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ بتایا گیا تھا۔ کہ ۷۵ سے ۸۵ سال کے درمیان ہو گی۔ بلکہ آپ کی عمر ۷۴ سال سے بھی کم ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر کے اندازے

قبل اس کے کہ نامہ نگار کی غلط بیانی ظاہر کی جائے۔ یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر کے متعلق حضورؑ کا اپنا اور دوسروں کا اندازہ ہی اندازہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مختلف جہات سے اس سوال پر غور کیا جائے۔ اور تمام اندازوں سے مجموعی طور پر نتیجہ اخذ کیا جائے۔ نہ کہ کسی ایک بات کو لے کر فیصلہ کر دیا جائے۔ اور اگر بنظر امعان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تحریرات کو یکجائی طور پر دیکھا جائے۔ تو اصل حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر میں اختلاف

اندازہ میں کمی بیشی کوئی قابل اعتراض بات نہیں بلکہ کائنات فخر موجودات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر کے متعلق بھی اختلاف ہوا ہے۔ اور اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ قیاس کے مطابق اندازہ لگایا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"عمر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعض ساٹھ برس کی بعض باسٹھ برس چھ مہینے کی۔ اور بعض پینسٹھ برس کی کہتے ہیں۔ مگر ارباب تحقیق ترسیٹھ برس کی کہتے ہیں۔"

(احوال الانبیاء جلد ۲ صفحہ ۳۳۰)

جب اس اختلاف کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر میں اختلاف کی وجہ سے آپ پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا

عمر کا اصل اندازہ اللہ تعالےٰ کو ہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی سید محمد عبدالواحد صاحب کو عمر دریافت کرنے پر تحریر فرمایا:

"عمر کا اصل اندازہ تو خدا تعالےٰ کو معلوم ہے۔ مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ اب اس وقت تک جو سن ہجری ۱۳۲۳ھ ہے میری عمر ۷۰ سال کے قریب ہے۔ واللّٰہ اعلم"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اس تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عمر کا صحیح اندازہ خدا تعالےٰ کے علم میں ہی بتایا ہے۔ اس صورت میں جب خدا تعالےٰ نے آپ کو جاء وقتک قرب اجلك المقدر فرما کر یعنے یہ بتا کر کہ تیری وفات کا وقت قریب آ گیا۔ مقدر اجل قریب آ گئی۔ وفات دیدی۔ تو ضرور ہے۔ کہ آپ نے خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ عمر پوری کر لی۔ جو آپ کو بذریعہ الہام بتائی گئی تھی۔ اور جس طرح الہام نے آپ کی عمر کی میعاد بتائی۔ اسی طرح ایک دوسرے الہام نے اس بات کی شہادت دیدی۔ کہ آپ کی عمر پوری ہو گئی۔ اس پر اعتراض کیسا

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت

لیکن مخالفین کی شہادتوں سے بھی ہم ثابت کرتے ہیں۔ کہ آپکی الہام کے مطابق عمر پائی چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ۱۸۹۳ء میں اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں لکھا:-

"۶۳ برس کا تو وہ ہو چکا ہے"

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۹۰۸ء تک زندہ رہے۔ اس حساب سے بھی آپ کی عمر ۷۴ برس سے کم ثابت نہیں ہوتی ؎

مولوی ثناء اللہ صاحب کی شہادت

مولوی صاحب کو اپنی تحریر پر تو اعتماد اور وثوق ہونا چاہئیے نیز ان کے نامہ نگاروں کے لئے بھی ان کی تحریر حجت ہونی چاہئیے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"مرزا صاحب رسالہ اعجاز احمدی میں عبد اللہ آتھم ..... عیسائی کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ اگر پیشگوئی سچی نہیں نکلی۔ تو مجھے دکھاؤ آتھم کہاں ہے۔ اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی۔ یعنی قریب چونسٹھ سال کے (ص ۳) اس عبارت سے پایا جاتا ہے۔ کہ عبد اللہ آتھم کی موت کے وقت مرزا صاحب کی عمر چونسٹھ سال کی تھی۔ آئیے اب ہم یہ تحقیق کریں۔ کہ آتھم کب مرا تھا۔ شکر ہے۔ اس کی موت کی تاریخ بھی مرزا صاحب ہی کی تحریروں میں پائی جاتی ہے۔ مرزا صاحب رسالہ انجام آتھم ٹائیٹل پر لکھتے ہیں۔ چونکہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور فوت ہو گئے۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۸۹۶ء میں مرزا صاحب کی عمر چونسٹھ سال کے قریب تھی۔ بہت خوب آئیے اب یہ معلوم کریں۔ کہ آج ۱۹۰۷ء میں ۱۸۹۶ء کو گزرے ہوئے کے سال ہوئے ہمارے حساب میں گیارہ سال ہوئے ہیں۔ بہت اچھا چونسٹھ کے ساتھ گیارہ ملانے سے پچھتر سال ہوتے ہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ مرزا صاحب کی عمر آج کل پچھتر سال ہے۔" (مرقع قادیانی فروری ۱۹۰۷ء)

اس تحریر میں مولوی صاحب کا اپنا اقرار موجود ہے۔ اور انہوں نے اپنے حساب یہ ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ۱۹۰۷ء میں پچھتر برس کی تھی۔ اس کے علاوہ بھی مولوی صاحب کی کئی تحریریں ہیں جن سے یہ بین طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ۷۴ برس سے کم نہیں۔ بلکہ ۸۶ اور ۷۵ کے درمیان ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب اخبار اہلحدیث مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں:-

(۱) "خود مرزا صاحب کی عمر بقول ان کے پچھتر سال کی ہوئی"

اس سے قبل ۱۹۰۷ء میں ۲۶ مئی کے اہلحدیث میں بھی مولوی صاحب نے لکھا:-

(۲) "مرزا صاحب کہہ چکے ہیں۔ کہ میری موت عنقریب اسی سال کے کچھ نیچے اوپر ہے۔ جس کے سب زینے غالباً آپ طے کر چکے ہیں"

(۳) ۱۸۹۹ء میں اپنی تفسیر ثنائی میں لکھا:-

"جو شخص ستر برس سے متجاوز ہو بیٹھے خود بدولت (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) بھی ہیں"

مولوی صاحب کی اس تحریر سے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر اسی سال سے بھی متجاوز بنتی ہے ؎

غرضیکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی اپنی متعدد تحریروں سے یہ ثبوت ملتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر الہامات کے مطابق ہوئی۔ اور یہ کہنا۔ کہ آپ کی عمر ۷۴ سال سے کم ہوئی کسی طرح بھی درست نہیں ؎

پس جو شخص بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کے متعلق غور کرے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ آپ کی اس بارے میں تمام تحریرات کو مجموعی حیثیت میں دیکھے اور تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر اس سوال کو حل کیا جائے۔ اس صورت میں بآسانی معلوم ہو جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر الہامات کے مطابق ہوئی۔ اور خود مخالفین کی تحریریں آپ کی عمر کے الہام کے مطابق ہونے کی گواہی دے رہی ہیں ؎ (خاکسار شیخ مبارک احمد مولوی فاضل)

ایک دہوکہ باز کے متعلق اعلان

ایک نوجوان دبلا پتلا سیاہ فام عیسائیت سے تائب ہونے اور مسلمان ہو کر احمدیت میں داخل ہونیکا بہانہ کر کے احمدی احباب سے امداد کرایہ وغیرہ وصول کرتا پھرتا ہے۔ وہ اپنا نام علی حیدر بتاتا ہے۔ اس کا بیان ہے۔ کہ وہ قریباً ڈیڑھ سال ایک احمدیہ بورڈنگ لاہور میں منشی فاضل کے امتحان کی تیاری [illegible]

بہاولپور میں ایک احمدی کے خلاف تنسیخ نکاح کا مقدمہ

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولپور کی عدالت میں دیوبندی مولوی پر احمدی علماء کی جرح

الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے

گذشتہ سے پیوستہ

مفتی دیوبند پر جرح

شمس۔ آپ نے کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ وحی بھی کفر ہے۔ وحی اور الہام میں کیا فرق ہے۔ **مفتی** شرعی وحی کا دروازہ بالکل بند ہے۔ الہام سے مراد یہ ہے۔ کہ کسی کے دل میں کوئی بات واقع ہو جائے۔ اب بواسطہ ملک وحی نہیں ہو سکتی۔ **شمس**۔ آیت وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الخ میں وحی کے متعلق جو طریق بیان کئے گئے ہیں۔ وہ سب امت محمدیہ پر بند ہیں۔ یا کوئی طریق جاری ہے۔ **مفتی** ایسے تمام طریق بند ہیں۔ اور مسدود ہیں۔ **شمس** اچھا یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس کا ترجمہ کر دیں۔ **مفتی** آپ یہ آیت نکال دیں۔ (شمس صاحب نے آیت نکال کر دی) **مفتی** اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ بواسطہ ملک وحی آ سکتی ہے۔ پردہ کوئی آواز آئے یا بھیجے کوئی رسول بھیجے۔ پس وحی کرے پیغام لانے والا۔ **شمس** فیوحی سے کیا مراد ہے۔ اور کون وحی کرے؟ **مفتی** خدا تعالےٰ نے **شمس** خدا تعالےٰ یا کوئی اور۔ **مفتی** رسول **شمس** کیا فیوحی سے مراد یہ ہے۔ کہ رسول وحی کرے؟ **مفتی** یہ تو صاف معلوم نہیں ہوتا۔ **شمس**۔ کیا قرآن مجید کی آیت بھی صاف نہیں ہوتی۔ آخر فیوحی میں ضمیر غائب کا کوئی مرجع ہونا چاہیئے۔ **مفتی** واضح طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کون مرجع ہے **شمس** حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول آپ کے جب آسمان سے اتریں گے۔ تو ان پر وحی ہوگی یا نہیں؟ **مفتی** حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے کے نبی ہیں۔ ان کے احکام کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں۔ نزول کے وقت وہ امت محمدیہ کے زمرہ میں ہوں گے۔ **شمس**۔ فرمائیے۔ جس کا یہ عقیدہ ہو۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جبریل کا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوگا۔ وہ کافر ہے یا مسلمان **مفتی** اسے کافر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمرہ انبیاء میں داخل ہیں۔ **شمس** کیا کا وحی لا بعدی بھی کوئی حدیث ہے۔ یا کوئی ایسی حدیث ہے جس سے وحی کا بند ہونا ظاہر ہو۔ **مفتی** مجھے کوئی ایسی حدیث یاد نہیں۔ **شمس** نواب صدیق الحسن خان صاحب مسلمان ہیں یا کافر **مفتی** نواب صاحب مسلمان ہیں **شمس** نواب صاحب کی مشہور کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱ میں مندرجہ ذیل عبارت ہے یا نہیں؟

"وعیسیٰ را بعد نزول وحی الٰہی آید چنانکہ در حدیث نواس بن سمعان نزد مسلم وغیرہ آمدہ . . . . وظاہر آنست کہ آرندہ وحی بسوئے او جبریل علیہ السلام باشد بلکہ ہمیں یقین داریم و دراں تردد نے کنیم چہ جبریل سفیر خدا است درمیان انبیاء علیہم السلام و فرشتہ دیگر برائے ایں کار معروف نیست . . . . وآنکہ بر السنہ عامہ مشہور شدہ کہ نزول جبریل بر زمین بعد موت رسول خدا صلعم نشود بے اصل محض است"

مفتی ہے **شمس** شیخ محی الدین ابن العربی آپ کے نزدیک مسلمان ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۱۶ و ۱۷ پر قرآن مجید کی آیت وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ کا ذکر کر کے لکھا ہے

"وتارۃً ینزل علےٰ قلبہ علیہ السلام فتاخذہ البرحاء وھو المبرعنہ بالحال فان الطبع لاینا سبہ فلذلک یشتد علیہ ویخرف لہ مزاج الشخص الی ان یؤدی ما اوحی بہ الیہ ثم یسری عنہ فیخبر بما قیل لہ وھذا کلہ موجود فی رجال اللہ من الاولیاء والذی اختص بہ النبی من ھذا دون الولی الوحی بالتشریع"

اس کا ترجمہ کریں۔

مفتی جو وحی رسول اللہ پر نازل ہوتی تھی۔ یعنے آپ کے قلب پر۔ تو آپ پر ایک حرارت سی ہو جاتی تھی۔ جس کو حال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ سخت ہوتی تھی۔ اور اس کی وجہ سے مزاج منحرف ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ حالت آپ سے جاتی رہتی۔ اور آپ خبر دیتے۔ اس چیز کی جو آپ کو دی جاتی۔ اور یہ تمام اقسام وحی موجود ہیں۔ اب بھی اللہ تعالےٰ کے بندوں میں۔ اور وہ وحی جس کے ساتھ نبی مختص ہے۔ وہ تشریعی وحی ہے۔ کہ حلال کرے۔ اور حرام کرے **شمس** بتایئے اولیاء اللہ پر فرشتہ نازل ہوتا ہے۔ یا نہیں **مفتی** شیخ ابن العربی ملک کا نزول نہیں مانتے۔ نبی اور ولی کے الہام میں فرق ہے۔ اس لئے جو ملک رسول اور نبی پر نازل ہوتا ہے خلاف اس کے ہے۔ جو ولی تابع پر نازل ہوتا ہے۔ **شمس** شیخ محی الدین ابن العربی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ نبی اور ولی پر نزول ملک میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر اختلاف ہے۔ تو اس چیز کی کیفیت میں جو فرشتہ لیکر آتا ہے۔ **جج**۔ جرح بہت لمبی ہوتی جاتی ہے۔ میں وقت محدود کر دیتا ہوں **شمس** جب شہادت اور بیان لیتے ہوئے وقت محدود نہیں کیا گیا۔ تو اب جرح کے لئے کیوں وقت محدود کیا جاتا ہے؟ جرح ایک بیان پر کئی کئی دن کی جاتی ہے۔ **جج**۔ بس میں وقت کی تحدید کرتا ہوں۔ گیارہ بجے تک آپ جرح کر سکتے ہیں **شمس** نماز پڑھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ یا نہیں۔ **مفتی** نماز پڑھنا ضروریات دین میں سے نہیں ہے۔ نماز کا اعتقاد رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ **شمس** من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر حدیث ہے یا نہیں اگر حدیث ہے۔ تو اس کا ترجمہ کر دیں **مفتی** یہ حدیث ہے۔ اور فقد کفر کے معنے ہیں کہ اس نے کفر کا سا فعل کیا۔ تارک الصلوٰۃ مسلمان ہے۔ **شمس** کیا کسی امام نے تارک الصلوٰۃ کو اس کو اس حدیث کے ماتحت کافر کہا ہے **مفتی** ہاں بعض آئمہ نے تارک نماز کو کافر کہا ہے **شمس** جن آئمہ نے تارک نماز کو کافر کہا ہے۔ آیا ان سے کافروں والا معاملہ فسخ نکاح وغیرہ ہونا چاہیئے یا نہیں۔ **مفتی** ہاں جن آئمہ نے بے نمازی کو کافر ٹھہرایا ہے۔ ان کے نزدیک اس سے کافروں والا سلوک کیا جائیگا۔ **شمس**۔ اگر کوئی شخص کسی نبی کے متعلق کہے۔ کہ اس نے کسی عورت سے زنا کا قصد کیا۔ تو وہ کافر ہے یا مسلمان؟ **مفتی** اگر کوئی کسی نبی پر زنا کی تہمت لگائے یا کہے۔ کہ اس نے بجتہ قصد کیا۔ تو وہ کافر ہے۔

شمس۔ امام جلال الدین سیوطی۔ اور امام عبدالرحمٰن ابو بکر جنہوں نے تفسیر جلالین لکھی ہے مسلمان ہیں یا کافر **مفتی**۔ دونوں مسلمان ہیں۔ **شمس**۔ انہوں نے آیت ھمت بہ وھم بھا الخ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے زناء کا قصد کیا۔ اور حضرت یوسفؑ نے اس کا قصد کیا۔ **مفتی**۔ یہ عزم نہیں تھا۔ **شمس**۔ اگر کسی مسلمان سے کہا جائے کہ زکوٰۃ ادا کر۔ وہ جواب میں کہے۔ میں نہیں ادا کرتا۔ تو وہ مسلمان ہے یا کافر۔ **مفتی**۔ اگر وہ فرضیت کا قائل ہے تو وہ مسلمان ہے۔ اگر ادا کرتا ہے اور معتقد نہیں تو کافر ہے۔ **شمس**۔ اگر کسی نے ایسے شخص کو کافر قرار دیا ہو۔ تو وہ مکفر مسلمان ہوگا۔ یا کافر۔ **مفتی**۔ اگر کسی نے ایسے شخص کو کافر قرار دیا ہو۔ تو وہ کافر ہے۔ **شمس**۔ کیا امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ امام مالکؒ

امام بخاریؒ و امام نسائیؒ۔ سید عبد القادر جیلانیؒ۔ اور شیخ محی الدین ابن العربی وغیرہ رحمہم اللہ پر علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے یا نہیں۔ **مفتی**۔ مجھے معلوم نہیں۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ اس لئے وہ خود بھی جھوٹ بولنے میں دلیر ہیں۔ رپورٹر) **شمس**۔ کیا محدث ابن جوزی نے حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا؟ **مفتی**۔ مجھے علم نہیں۔ **شمس**۔ ائمہ جبکہ ضروریات دین کے قائل تھے تو ان کے مکفر کافر ہونگے یا نہیں۔ **مفتی**۔ وہ معذور ہونگے۔ اگر انہوں نے ضروریات دین کے منکر ہونے کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دیا۔ اگر یہ خبر غلط ہو۔ تو اس لحاظ سے وہ مسلمان ہوگا۔ **شمس**۔ کیا بغیر تحقیق فتویٰ کفر لگانا جائز ہے۔ **مفتی**۔ کسی ذات کے لئے بغیر تحقیقات کفر کا فتویٰ لگانا جائز نہیں۔ **شمس**۔ کیا فرقہ حنفیہ کو سید عبد القادر جیلانی نے فِرَقِ ضالہ میں شمار کیا ہے۔ **مفتی**۔ مجھے علم نہیں ہے۔ **شمس**۔ دیوبندیوں پر مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے یا نہیں اور اس فتویٰ پر مکہ شریف و مدینہ منورہ کے علماء نے اپنے دستخط و مہریں ثبت کی ہیں یا نہیں۔ **مفتی**۔ ہاں انہوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور اس پر علماء کے مکہ و مدینہ کے دستخط اور تصدیق ہے۔ **شمس**۔ مولوی احمد رضا خاں کافر ہیں یا نہیں **مفتی**۔ مولوی احمد رضا خاں کافر نہیں۔ **شمس**۔ مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ **مفتی**۔ ہاں کافر ہوتا ہے۔ مولوی احمد رضا خاں کا فتویٰ کفر اس بات پر ہے کہ دیوبندیوں نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان کا فرض تھا۔ بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ جو ضروریات دین کا منکر ہو۔ اسے کافر کہے۔ لیکن دیوبندیوں پر ضروریات دین کے منکر ہونے کا الزام لگانا جھوٹ ہے۔ ان باتوں سے دیوبندی اپنی بریت اپنی تحریروں و تقریروں میں واضح کر چکے ہیں۔ وہ باتیں ایسی ہیں کہ اگر ہم سے بھی کہا جائے کہ ان کا کہنے والا کافر ہے یا نہیں تو ہم خود ایسے شخص کو کافر کہیں گے۔ **شمس**۔ کیا دیوبندیوں نے احمدیوں کے سوا کسی اور پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ **مفتی**۔ مجھے یاد نہیں (پھر سوچ کر کہا) ہاں لگایا ہے۔ **شمس**۔ خلافت ضروریات دین میں سے ہے یا نہیں۔ **جج**۔ یہ سوال غیر متعلق ہے۔ **شمس**۔ غیر متعلق کیسے ہے۔ جب ضروریات دین پر بحث ہو رہی ہو۔ اور ضروریات دین میں سے ایک چیز کا منکر کافر و مرتد ہے۔ اور اس ۔۔۔ سے ۔۔۔ مسلمانوں کی مسلمانات کو ۔۔۔ منع ہیں۔ تو یہ معلوم کرنا کہ ضروریات دین کیا ہیں۔ اور ان کے منکرین سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ غیر متعلق سوال نہیں ہو سکتا۔ **جج**۔ میں اس سوال کی اجازت نہیں دیتا۔ **شمس**۔ مسیلمہ کذاب کا دعویٰ کس رنگ کا تھا۔ کیا اس نے قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کے مقابلہ میں آیات اور سورتیں بنائیں۔ **مفتی**۔ اس کے دعویٰ کی نوعیت مجھے معلوم نہیں۔ اور نہ ہی آیات کا علم ہے۔ **شمس**۔ کیا مسیلمہ کذاب اسلامی شریعت کا متبع تھا۔ **مفتی**۔ مجھے علم نہیں۔ **شمس**۔ کیا حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو دعویٰ نبوت کی وجہ سے قتل کرایا تھا۔ یا کسی اور وجہ سے۔ **مفتی**۔ دعویٰ نبوت کی بناء پر قتل کرایا تھا۔ **شمس**۔ مسیلمہ کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا قائل تھا یا منکر۔ **مفتی**۔ نبوت کا قائل تھا۔ **شمس**۔ کیا اسود عنسی مسیلمہ کی طرح مدعی نبوت تھا۔ **مفتی**۔ ہاں اسی طرح مدعی نبوت تھا۔ **شمس**۔ رسول اور نبی میں جو فرق بیان کیا گیا ہے۔ کیا وہ قرآن میں مذکور ہے۔ **مفتی**۔ (خاموش بجواب ندارد) **شمس**۔ تفسیر جلالین میں جو آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت زینب پر جب نظر پڑی۔ تو آپ کے دل میں ان کی محبت پیدا ہو گئی۔ اور جب حضرت زید کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے زینب کو طلاق دینے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ کیا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین لازم نہیں آتی۔ **مفتی**۔ آپ کے دل میں اس عورت کی محبت ہو گئی۔ یہ محبت ایسی ہے۔ جیسی کہ انبیاء کو اپنی امت سے ہوتی ہے۔ **شمس**۔ اچھا آپ اس بات کا جو تفسیر جلالین میں ہے ترجمہ کر دیں۔ **جج**۔ میں اس سوال کی اجازت نہیں دیتا۔ **شمس**۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جس رنگ میں لکھا ہے۔ کیا پہلے علماء میں سے کسی نے اس طرز میں نکتہ چینی کی ہے یا نہیں۔ **مفتی**۔ مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے اس رنگ میں لکھا ہو۔ **شمس**۔ اگر لکھا ہو تو وہ کافر ہوگا یا نہیں **مفتی**۔ اگر کسی نے اس رنگ میں لکھا ہے تو ہم اسے کافر کہیں گے۔ یہ علماء کا متفقہ فیصلہ ہے (چونکہ ۱۱ بجنے میں صرف تین منٹ رہ گئے تھے اس لئے جرح کے بقیہ سوالات چھوڑنے پڑے اور آخر میں یہ سوال کیا گیا) **شمس**۔ کیا یہ شریعت کا حکم ہے۔ کہ جو احمدی ہو جائے۔ اس کی عورت کا نکاح بغیر قضاء قاضی فسخ ہو جاتا ہے۔ **مفتی**۔ ہاں یہی شریعت کا حکم ہے۔ اور اس میں قضاء قاضی اور عدت کی بھی ضرورت نہیں۔ **شمس**۔ اگر کوئی اس کے خلاف کرے تو وہ شریعت کی حکم عدولی کرنے والا ہوگا۔ اور جو شریعت کا خلاف کرنے والا ہو۔ اس کا کیا حکم ہے وہ کافر ہے یا مسلمان؟ **جج**۔ آپ پہلے بتائیں کہ اس سوال کا نتیجہ کیا ہے۔ **شمس**۔ نتیجہ بعد میں بتایا جائیگا پہلے یہ جواب دیدیں۔ **جج**۔ نے اس پر اصرار کیا۔ تو شمس صاحب نے فرمایا جب قضاء قاضی کے بغیر نکاح کا فسخ ہو جانا شریعت کا مسئلہ ہے۔ تو پھر اس کو قاضی یا جج کے سپرد کرنا۔ شریعت کے حکم کی خلاف ورزی ہے جیسا کہ اس وقت یہاں کیا جا رہا ہے۔ اس کا جواب دیوبندی مفتی نے کچھ نہ دیا۔ جرح کے اختتام پر مفتی صاحب کے مختار نے بعض باتوں کی شاہد سے توضیح کرائی۔ مثلاً ملا علی قاری کے قول کے متعلق مفتی دیوبند نے کہا۔ اگر وہ قرآن پاک۔ حدیث و اجماع کے مخالف ہو۔ تو ہم اسے کوئی وقعت نہیں دیتے۔ نیز کہا۔ اگر مختلف اقوال مذکور ہوں تو مبہم قول کو مفصل اقوال کی طرف راجع کیا جائیگا۔

دیوبندی مفتی کی پریشانی اور بدحواسی کو لوگوں نے نمایاں طور پر محسوس کیا۔ اور جب جج نے کہا کہ آپ کی شہادت پر جرح ختم ہوئی۔ تو مفتی صاحب کے ساتھیوں نے کہا۔ "مفتی صاحب جلدی اٹھئے" گویا انہیں ڈر تھا کہ پھر سوالات شروع ہو جائیں۔

۱/۲ ۱۱ بجے دوسرے گواہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کو بلایا گیا۔ اور ان کی شہادت شروع ہوئی۔ ۲۰۔ ۲۳ اگست انکی شہادت ہوتی رہی۔ شہادت کے ختم ہونے پر مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے جرح شروع کی۔ جو ۲۴ اگست سارا وقت اور ۲۵ اگست ساڑھے دس بجے تک جاری رہی۔ جس کی تفصیل انشاء اللہ مولوی انور شاہ صاحب کی شہادت اور اس پر جرح درج کرنے کے بعد شائع کی جائیگی۔

کشمیری نوجوانوں کی قابل تعریف مساعی

کشمیری مسلم نوجوانوں نے "آل کشمیر مسلم سوشل اپ لفٹ ایسوسی ایشن" کے نام سے ایک مجلس قائم کی ہے جس کا مرکز سرینگر ہوگا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں تعلیم کی اشاعت کی جائے۔ تجارت کو منظم کیا جائے۔ اور اخلاقی برائیوں کا انسداد کیا جائے۔ یہ بات خوشی کی ہے کہ نوجوانان کشمیر بیدار ہو چکے ہیں۔ اور وہ ہر لحاظ سے اپنے ہندوستانی بھائیوں کے ہم پلہ ہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت دے

مراسلات

پیر پرستی کا غلط الزام

(۴)

از جناب سید عبد المجید صاحب آف منصوری

(۳) افسوس سید اختر حسین صاحب نے ہم پر "پیر پرستی" کا الزام لگایا۔ جو بالکل لغو اور بے بنیاد ہے۔ اور جس کی لغویت آپکو کتاب نور ہدایت سے بھی معلوم ہو چکی ہوگی۔ بشرطیکہ نیک نیتی اور تعصب سے علیحدہ ہو کر اسے پڑھا ہو۔ کاش آپ اس الزام کے ساتھ کوئی ثبوت بھی پیش کرتے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ کر ہی نہیں سکتے۔ پس آپ کے لئے یہ بہتر تھا۔ کہ لا تقف ما لیس لک بہ علم پر عمل کرتے۔ ہاں ایک دوسرے رنگ میں میں آپکی بات کو تسلیم کئے لیتا ہوں۔ واقعی ہم لوگ پیر پرست ہیں مگر کیسے ایسے جیسے اصحاب رسول اللہ تھے۔ اور پھر خلفاء راشدین کے زمانے کے اصحاب تھے۔ یہ سب اول درجہ کے پیر پرست تھے۔ مگر ان کی پیر پرستی کا جو اصل مفہوم تھا۔ وہ یہ تھا کہ ان مقدس لوگوں کو اپنے مقتداؤں کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت تھی۔ اور انتہائی درجہ کے اطاعت گزار اور فرمانبردار تھے یہی حال خدائے ذوالجلال کے فضل کے ساتھ ہماری جماعت کا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور آپ کے خلفاء کے ساتھ بے حد محبت رکھنے والے اور آپ کے حکم پر لبیک کہنے والے ہیں ؁

سرکش لوگ

یہ درست ہے۔ کہ بعض سرکش اور متکبر لوگ خلافت کی اطاعت کے دائرہ سے نکل گئے ہیں۔ اسی طرح جس طرح پہلے خلفاء راشدین کے زمانہ میں چند مغرور اور سرکش لوگ حلقہ اطاعت سے نکل گئے تھے۔ مگر یہ تمام نکلنے والے خواہ پہلے ہوں یا پچھلے سب غرض پرست اور خود پرست تھے۔ اور ہیں۔

اب انصاف سے فرمایئے۔ کہ آپ لوگوں کی غرض اور خود پرستی اچھی ہے یا ہماری مقدس پیر پرستی؟

غرض پرست

غرض پرستوں سے میری مراد آپ کے حضرت امیر اور دیگر ارکان ہیں۔ اور وہ بھی ہیں۔ جو ان کی چالاکیوں کا علم رکھنے کے باوجود ان کے ساتھ نکلے۔ پھر خود پرست وہ لوگ ہیں۔ جن کو اصلیت کا تو کچھ علم نہیں۔ محض غرض پرستوں کے متعلق یہ سمجھ کر کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کے علاوہ بڑے لوگ ہیں۔ اس لئے جو یہ کہتے ہیں۔ وہ ٹھیک ہے۔ ان کے ساتھ ہو گئے ہیں ؁

قادیان سے علیحدہ ہونیوالوں کے متعلق پیشگوئی

سید صاحب ان لوگوں کے متعلق جن کو آپنے بڑا سمجھ کر قادیان سے قطع تعلق کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پیشگوئی تھی۔ کہ بڑے چھوٹے کئے جائینگے اور چھوٹے بڑے کئے جائینگے سو یہ پیشگوئی بڑی صفائی سے ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلافت ثانی کے تقرر کے وقت پوری ہوئی۔ اور وہ اس طرح کہ جس قدر یہ بڑے لوگ تھے انہوں نے مل کر زور لگایا۔ کہ خلیفہ نہ ہو۔ مگر ان کے بالمقابل خدا تعالے نے ایسے کمزور لوگوں کو کھڑا کر دیا۔ جو بقول ان کے غیر ذمہ وار اور غریب ونادار تھے۔ اور ہیں۔ اس قادر مطلق نے اپنی طاقت وقدرت کا ایسا زبردست مظاہرہ کیا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو خلیفہ بنا کر چشم زدن میں بڑوں کو چھوٹا اور چھوٹوں کو بڑا بنا دیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

پس آج اگر کوئی شخص ان چھوٹے بنائے جانیوالے لوگوں کو بڑا سمجھتا ہے۔ تو وہ غلطی خوردہ ہے۔ یا دیدہ دانستہ اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ پشیمان ہو کر صدق دل سے توبہ کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں۔ تو انشاء اللہ پھر یہ بڑے ہو سکیں گے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

سعید الفطرت لوگ

ان غرض پرستوں کے ساتھ بعض لوگ ایسے بھی چلے گئے تھے جو درحقیقت نیک اور صالح تھے۔ مگر نبوت وغیرہ مسائل کی اصل حقیقت سے ناواقف تھے۔ تاہم چونکہ سعید الفطرت تھے۔ جب ان کو پتہ لگا۔ کہ دراصل ہم کو مغالطہ دیا گیا ہے۔ تو وہ فوراً ان غرض پرستوں سے جدا ہو کر خلیفہ برحق کی غلامی میں آ گئے۔ اور انشاء اللہ وہ لوگ بھی جو نیک نیتی سے ان غرض پرستوں کے ساتھ ہیں۔ وہ بھی غیب سے مدد پا کر اور اصلیت سے واقف ہو کر واپس آ جائیں گے ؁

پیر پرستی کا الزام لگانے کی وجہ

ہاں اس سلسلہ میں یہ بات بھی واضح کر دوں۔ کہ آپ کے حضرت امیر کی بارگاہ معلےٰ سے جو "پیر پرستی" کا خطاب ہم لوگوں کو عطا ہوا ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ خود بدولت اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بخشی ہے۔ اور جو آپ کے لئے فداکاری اور جان نثاری ہے۔ یعنی غیر مبائعین کو اپنے خود ساختہ امیر سے نہ محبت ہے، اور نہ ہی اخلاص۔ نہ ہی ان کی اطاعت وفرمانبرداری کو ضروری سمجھتے ہیں۔

پس اپنی اس ذلت وناکامی کو چھپانے کے لئے ہماری اطاعت شعاری کو "پیر پرستی" کہا جاتا ہے ؁

لائلپور میں غیر مبائعین کو شکست

کچھ مدت سے غیر مبائعین ہمیں بار بار کہتے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ مناظرہ کر لو۔ اور ہمیں چیلنج پر چیلنج دیتے تھے۔ ایک بار ہم نے انہیں بلایا تا شرائط کا فیصلہ کریں۔ مگر وہ ہماری مسجد میں شور وغوغا مچا کر چلے گئے۔ اور کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ اس کے بعد ان کے سیکرٹری نے چٹھی لکھی۔ اور برادرانہ طور پر تبادلہ خیالات کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہم نے اسے قبول کر لیا۔ اور اس کے ساتھ مباحثہ کی شرائط کا بھی تحریری فیصلہ کر لیا۔ مباحثہ تین یوم کے لئے قرار پایا یعنی ۵ اگست کو نبوت حضرت مسیح موعود ۶ اگست کو خلافت پر اگلے روز کفر واسلام پر مباحثہ مسجد احمدیہ میں رات کے وقت روزانہ قرار پایا پہلے روز تو غیر مبائعین تشریف لے آئے۔ اور مباحثہ مسئلہ نبوت پر شروع ہو گیا۔ ان کا مناظر سیکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لائلپور تھا۔ اور ہماری طرف سے سیکرٹری تعلیم وتربیت انجمن احمدیہ لائلپور تھے۔ اس مباحثہ میں غیر مبائعین کو ایسی زبردست شکست ہوئی۔ کہ مقرر صاحب کے دوران تقریر میں ہی ہوش وحواس اڑ گئے۔ اور وہ اس قدر نادم ہوئے۔ کہ اگلے روز منہ دکھانا بھی مشکل ہو گیا۔ اگلے روز ہم سب مسجد میں مناظرہ کے وقت پر پہنچ گئے۔ اور ہر طرح سے تیار تھے۔ لیکن غیر مبائعین گم تھے ہم نے ان کے مناظر کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا تو آپ نے اپنے گھر کی چار دیواری سے باہر آئے بغیر اندر سے ہی انکار کر دیا (خاکسار عبد الواحد خان سیکرٹری تبلیغ لائلپور)

آل کشمیر مسلم کانفرنس

یہ کانفرنس جو کہ وسط اکتوبر ۱۹۳۲ء میں بمقام سرینگر منعقد ہونیوالی ہے جس میں سرینگر، بارہ مولہ، مظفر آباد، لداخ، گلگت جموں میرپور ریاسی اودہم پور وغیرہ کے نمائندگان شامل ہوں گے۔ اس کانفرنس کا پروگرام مسلمانان جموں وکشمیر کا مستقبل اور گلینسی رپورٹ پر غور وخوض اور ریاست میں جو اسمبلی قائم ہونے والی ہے۔ اس پر بحث وتمحیص اور جملہ نمایندگان کا باہمی تبادلہ خیالات ہوگا۔ کانفرنس کے کامیاب بنانے کے لئے شیر کشمیر معہ اپنے سٹاف کے رات دن مشغول ومصروف کار ہیں۔ خاکسار مسٹر عبد الرحیم صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ خواجہ غلام محمد صاحب بخشی میر غلام محی الدین صاحب میر مقبول صاحب بہتی و محمد یوسف خان صاحب بی۔ اے علیگ مسٹر محمد یحییٰ صاحب رفیقی۔ مسٹر عبد الغنی ترالی۔ مفتی ضیاء الدین صاحب آف پونچھ مولوی محمد سعید صاحب پروفیسر قابل شکریہ ہیں۔ جو ہر وقت قومی خدمات میں مشغول ہیں۔ خدا لئے برتر شیخ محمد عبد اللہ صاحب کو معہ اپنے ان مخلص کارکنوں کے سلامت رکھے۔ اور قومی خدمات کے لئے توفیق دے (مسعود نبیل)

اختر علی آف زمیندار کشمیر میں

کون نہیں جانتا کہ گذشتہ سال مسلمانان کشمیر کو کس قدر مصائب اور تکالیف میں سے گزرنا پڑا۔ اور ظلم وستم کے کس قدر پہاڑ ان پر توڑے گئے۔ سینکڑوں بیگناہ مسلمان گولیوں سے مقتول ومجروح کردئے گئے۔ ایک قیامت تھی جو بیکس غریب مسلمانوں پر برپا کی گئی۔ پتھر دل انسان بھی دیکھ کر نہیں بلکہ ان کا ذکر سن کر آنسو بہانے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ اور تو اور غیر مسلموں کی ہمدردی بھی مسلمانوں کے ساتھ تھی۔ لیکن اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ کر جو شخص ٹس سے مس بھی نہ ہوا۔ اور اس تمام محشرستان کے دوران میں عیش مناتا رہا۔ اس کے پھوٹے منہ سے مسلمانوں کے لئے ہمدردی کا ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ اور اس کے قلم سے ایک حرف بھی ہمدردی کے لئے نہ لکھا گیا بلکہ الٹا ریاست کی تائید کرتے ہوئے اس سے روپیہ وصول کرلیا۔ اور مسلمانوں کے لئے "غدار اعظم" ثابت ہوا۔ یہ ذات شریف اختر علی خاں ہے جسے مولوی ظفر علی آف زمیندار کا بیٹا ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس سال پھر اختر صاحب مسلمانوں میں اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کرنے کشمیر آئے ہوئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو طرح طرح کے دعوے دیکر خوش کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے بیٹھتے ہیں۔ اور کبھی مسلمانوں کے گھروں میں جاکر اپنی اور اپنے اخبار کی خدمات گناتے ہیں۔ اگر اسی پر اکتفا کرتے تو کوئی بات نہ تھی۔ لیکن انہوں نے اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اور اپنے آپ کو باپ کا صادق بیٹا ثابت کرنے کے لئے خطرناک چالیں شروع کردی ہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ یہ شخص کہیں مسلمانوں کے لئے مزید نقصان کا باعث نہ ہو۔ اس لئے ہم جملہ مسلمانان کشمیر سے کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اس شخص کی حرکتوں سے خبردار رہیں۔ اور اس کے فریب میں ہرگز ہرگز نہ آئیں۔ یہ شخص تفرقہ بازی کی گود میں پلا ہوا ہے۔ اور یہاں کشمیر میں احمدی جماعت سے بائیکاٹ کا پروپیگنڈا کررہا ہے۔ نیز فدائے قوم مولانا سید حبیب صاحب مالک اخبار سیاست کے خلاف اور ان کے اخبار کے خلاف بھی پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہے۔ مولانا موصوف کو مجالس میں برا بھلا کہتا رہتا ہے۔ اختر علی کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کی اس قسم کی احمقانہ حرکات اسے کبھی کامیاب نہیں بنا سکتیں بلکہ وہ اور زیادہ رسوا اور ذلیل ہوگا۔ کیا اسے یاد نہیں۔ کہ اس کی موجودگی میں گزشتہ سال ایک پبلک جلسہ میں اس کے باپ ظفر علی کے ساتھ کیا گزری۔ اور کس طرح دم دبا کر اسے جلسہ سے بھاگنا پڑا تھا۔ باقی رہا اس کا اخبار اس نے جو کچھ مسلمانان کشمیر کی خدمت کی ہے وہ مسلمانان کشمیر خوب جانتے ہیں اور اسی وادی میں کئی جگہ اس کے اخبار کا جنازہ نکل چکا ہے۔ پس بہتر ہے کہ وہ اپنا مکروہ پروپیگنڈہ بند کرے خصوصاً ہم فدائے ملت سید حبیب صاحب اور ان کے اخبار کے خلاف کچھ برداشت نہیں کرسکتے۔ ؎

(نامہ نگار از سری نگر)

قابل توجہ وزیر اعظم کشمیر

عرصہ قریباً دو ماہ کا ہوا کہ ایک پنڈت سب انسپکٹر نے سخت تشدد شروع کر رکھا ہے اور بتدریج تمام علاقے کے مسلمانوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ان بیچاروں کی مثال مردہ بدست زندہ تو قبل سے ہی تھی۔ اب نوبت اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ مردہ کی بے حد تذلیل کی جارہی ہے۔ جیسا کہ جعفر ڈار ساکن یکمن پورہ کے معاملہ میں ظاہر ہوا یعنی اسی سالہ ضعیف العمر اور سفید ریش کی ایک رخسار کی ڈاڑھی منڈوائی گئی۔ اور منہ پر راکھ مل کر بازاروں میں پھرایا گیا۔ اور پھر انسپکٹر کے پاس جو کہ ہندو ہے۔ پیش کیا لیکن مسلمان باوجود ایسی توہین مذہبی دنالفتہ بہ حالت کے پرامن رہے۔ شیر کشمیر شیخ عبد اللہ صاحب معہ میر واعظ ہمدانی اس ظلم رسیدہ کو لے کر مسٹر بال مکاکر کار سنگھ صاحب کے پاس گئے۔ مسٹر صاحب نے کمال دانشمندی سے اس شعلہ آتش فشاں کو قدرے فرو کردیا تھا۔ یعنی پنڈت مذکور کو معطل کرکے بعد تحقیقات سخت ترین سزا دی جانے کے واسطے حکم صادر کردیا تھا۔ مگر وزیر نیر وزچند صاحب نے باوجود دو مرتبہ موقعہ کا ملاحظہ کرنے اور امر وقوعہ کو درست وصحیح پانے کے پھر بھی معاملہ کو کھٹائی میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس وقت تک سپرد جوڈیشل نہیں کیا۔ لہذا آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ایسے شخص کو کیفر کردار تک پہنچا کر اس شعلہ آتش کو فرو کیا جائیگا۔ جو مسلمانوں کے دلوں میں اس شخص نے بھڑکایا۔ (نامہ نگار)

کشمیر کے مظلومین کی امداد

اور

طلبا مدارس قادیان

مدارس کی تعطیلات کے موقعہ پر بعض طلباء کو ان کے خود اظہار آمادگی پر کشمیر کی بیواؤں یتیموں اور مساکین کی امداد کے لئے رسیدیں دی گئی تھیں۔ اس تسلسل میں علاقہ پشاور سے مولوی محمد ایوب صاحب ساٹری سے نہایت شفقت سے مبلغ -/۴۰ کی رقم ارسال کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ میں ابھی اس کام میں مصروف ہوں۔ آپکی کوشش خاص طور پر قابل شکریہ ہے۔

مولوی محمد ایوب صاحب کی یہ مثال پیش کرتے ہوئے دوسرے طلباء کو جنہوں نے رسید بکیں لی تھیں۔ تحریک کی جاتی ہے کہ وہ بھی اسی مثال کی پیروی کرتے ہوئے ثواب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جہاں وہ اللہ تعالے کی رضا حاصل کریں گے۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خوشنودی کے بھی حقدار ہونگے۔ اللہ تعالیٰ طلباء اور دوسرے احباب کرام کو اس کام کے سرانجام دینے کے لئے توفیق عطا فرمائے۔

عہدہ داران جماعت یہ ذہن نشین فرمالیں۔ کہ ہر ایک احمدی سے کم سے کم ایک سال کے لئے یعنی اپریل ۱۹۳۳ء تک چندہ کشمیر فنڈ میں ایک پائی فی روپیہ ماہوار حاصل کرنا ضروری ہے۔ ؎ (فنانشل سکرٹری)

دیہات میں سکھوں کی اشتعال انگیزی

حال میں وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور میں سکھوں نے اشتعال انگیز لیکچر دیئے۔ انہوں نے کہا۔ اے سکھو ہوش کرو اب مسلمانوں کو راج مل گیا ہے۔ اور گورنمنٹ بھی ہمارا ساتھ نہیں دیتی۔ کیونکہ مسلمانوں کو زیادہ حقوق دیدئے گئے ہیں۔ ہم نے کسی کا محتاج ہو کر راج حاصل نہیں کرنا۔ اپنی طاقت سے حاصل کریں گے اے سکھو تمہیں چاہیئے کہ جتنے بندیاں کردو۔ اور مسلمانوں کو کوڑے کی طرح صاف کردو۔ تم وہی بہادر سکھ ہو اٹھو جوش دکھاؤ۔ یہ گیا ہے۔ اس سے بھی جوشیلے لیکچر دئے گئے تھے۔ ولایتی پارٹیوں کے لئے بھی نہایت بندش کی گئی ہے۔ وہ ہو لیکچر کرتے وقت یہ بھی کہا گیا۔ کہ ہمارے دیوان ۲ اکتوبر کو ہر گاؤں میں ہونگے۔ تمام سکھوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی پگڑیاں سیاہ کروالیں۔ (خاکسار غلام محمد)

موسم برسات اور آپکی پیاری آنکھیں

موسم برسات میں حبس اور پھر اس پر بے تحاشا پسینہ خدا کی پناہ جب یہ پسینہ آنکھوں میں گرتا ہے تو تندرست آنکھوں کو بھی روگی بنا دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ برسات میں عام طور پر آنکھیں زیادہ دُکھنے آتی ہیں۔ ہمارے موتی سرمہ کا استعمال برسات میں آپکی آنکھوں کو ایسا صاف اور ستھرا رکھیگا جیسے صیقل شدہ کٹورہ ہوتا ہے کیونکہ دنیا مان چکی ہے کہ یہ موتی سرمہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پربال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہ بہترین سُرمہ ہی استعمال کرنا چاہئیے۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالےٰ تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کرکے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہوگئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ کرنے یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب کبھی آپ کا سرمہ استعمال کیا مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔

اکسیر البدن آپ کو ملیریا سے بھی بچائے گی

موسم برسات میں ملیریا بخار خطرناک ڈائن سے کم نہیں اس کا حملہ چند دنوں میں ہی انسان کو ہڈیوں کا پنجر بنا کر زندہ درگور کر دیتا ہے اگر اس مصیبت سے بچنا چاہتے ہیں تو آج ہی سے اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ یہ اکسیر نہ صرف کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بناتی ہے بلکہ ملیریا کے خطرناک حملہ کو روکتی اور ملیریا بخار سے پیدا شدہ کمزوری کو آناً فاناً دور کرکے انسان کو تندرستا بنا دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ محتاط اور دور اندیش لوگ موسم برسات میں اکسیر البدن کے استعمال کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

ملیریا کی کمزوری دور ہو گئی

جناب شیخ فخرالدین صاحب ہزاری ڈیلدار کورائی ضلع کنگ سے لکھتے ہیں کہ ملیریا بخار کی کمزوری کیلئے اکسیر البدن نے بہت فائدہ دیا نہ صرف کمزوری ہی دور ہوگئی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ طاقت محسوس ہونے لگی

موسم برسات میں آپ کیسے تندرست رہ سکتے ہیں

موسم برسات بہت گندہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس موسم میں ہیضہ بدہضمی وغیرہ ایک معمولی چیز ہے اور ہیضہ سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک بیماری نہیں کیونکہ یہ فی الفور ہی انسان کا کام تمام کر دیتا ہے لہذا اگر آپ اس موسم میں بدہضمی اور ہیضہ وغیرہ کے خطرناک مرض سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو ہماری حیرت انگیز ایجاد "تریاق اعظم" کی ایک شیشی اس موسم میں ہر وقت اپنے پاس رکھنی چاہئیے کیونکہ اس کے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارا۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ ہچکی وغیرہ کے لئے تیر بہدف ہے یہ تریاق سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ امراض یعنی قریباً دو صد بیماریوں کے لئے بہترین دوا ہے مفصل پرچہ ترکیب میں ملاحظہ کیجئے۔ اسکی ایک شیشی کا آپکے گھر میں موجود ہونا گویا اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں موجود ہیں۔ بوڑھوں۔ بچوں۔ جوانوں مردوں عورتوں سب کیلئے یکساں مفید قیمت فی شیشی جو عرصہ کیلئے کافی ہے صرف دو روپے چار آنہ محصولڈاک علاوہ — ملنے کا پتہ۔

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

پچیس ۲۵ روپیہ میں فینسی کٹ پیس کی گانٹھ

جس میں

ایک عدد سوٹ کا خالص وولن یعنی گرم مانچسٹر کلوسوٹنگ کا تھان تین گز ہوگا

ہم نے یہ بکس گانٹھ وزنی دس پونڈ کا تیار کیا ہے جس میں تمام کٹ پیس بالکل نیو فینسی وائل وصابر چینٹ۔ لٹھا پاپلین۔ ریشمی۔ لٹھا دوریہ ملفر۔ جالی سوٹنگ کا لاٹ بند کیا گیا ہے یہ سوٹنگ کا لاٹ خالص وولن یعنی گرم مانچسٹر کا جو کہ آپکو بازار سے سات آٹھ روپیہ گز کو بھی نہیں ملیگا جو کہ ہم نے تین گز ڈبل عرض کا مکمل ایک سوٹ کا ہر ایک گانٹھ میں بند کیا ہے۔ یہ سوٹنگ کا لاٹ ابھی حال ہی میں ۲ جہاز سے آیا ہے اس گانٹھ سے ہر امیر و غریب فائدہ اٹھا سکتا ہے ہماری اس کٹ پیس کو بڑے سے بڑے آفیسران اور معزز پبلک نے پسند کیا ہے۔ یہ سوٹنگ کا لاٹ صرف ۲۰۰ گانٹھ میں روانہ کیا جائیگا اس کے بعد وہی پہلے والی گانٹھ ہوگی اس لئے جس قدر جلدی ہوسکے آرڈر دیکر منگوائیے ایسا موقع پھر کبھی نہیں آئیگا۔ اس گانٹھ میں تمام وہ کٹ پیس ہے جس سے آپ ہر ایک چھوٹے بڑے سوٹ قمیص گون پاجامہ وغیرہ زنانہ مردانہ تیار کر سکتے ہیں اگر فروخت بھی کریں تو بھی کافی نفع اٹھا سکتے ہیں قیمت صرف ۲۵ روپیہ علاوہ پیکنگ وغیرہ

نوٹ آرڈر وغیرہ کے ہمراہ ¼ قیمت پیشگی آنی بالکل ضروری ہے کل قیمت پیشگی آنے پر پیکنگ رجسٹری خرچ مزدوری وغیرہ تمام معاف ہوگا

نوٹ ضروری ہر ایک پارسل میں ایک عدد پوسٹ کارڈ بند کیا گیا ہے جس پر پارسل وصول کرکے اپنی رائے کا اظہار کرنا اول فرض ہوگا امید ہے آپ پیکر کو اچھی طرح ملاحظہ فرماکر منگوائینگے

مینیجر فٹ کوٹ کمپنی کٹ پیس مرچنٹ رنچھوڑ لائن کراچی

The Fitcoat co. Ranchhor line Karachi

قادیان میں جائداد پیدا کرنیکا بہترین موقع

صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جائداد از قسم اراضی سکنی قادیان کی پرانی آبادی میں متصل ریتی چھلہ جانب غرب متصل محلہ دارالرحمت ۵۰ فٹ کی سڑک پر و متصل پل پر برلاستہ دارالانوار موسومہ بوتخیہ حسینا اور قادیان کی نئی آبادی میں محلہ دارالبرکات میں ریلوے سٹیشن سے ایک منٹ کے فاصلہ پر اور محلہ دارالعلوم میں متصل ہسپتال نور بطرف شہر ۵۰ فٹ کی سڑک پر اور محلہ دارالرحمت میں سٹور کے قریب اندر اراضی زرعی واقعہ قادیان و ۴ بنی پا مختلف ٹکڑے ریلوے لائن سے اندر اور باہر سٹیشن کے قریب جو بہت جلد آبادی میں آجائینگے قابل فروخت ہیں۔ بخواہشمند احباب

افسر مقبرہ بہشتی قادیان سے خط وکتابت کریں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی کی طرف سے فاقہ کشی کے اعلان پر بحث کے لئے ۱۳ ستمبر کو مسٹر رنگا آئر نے اسمبلی میں تحریک التوا پیش کی۔ اور تقریر کرتے ہوئے کہا اگر گاندھی جی فوت ہو گئے تو اس کے ساتھ ہی برطانیہ کے ساتھ ہندوستانی تعلقات ختم ہو جائیں گے۔ مسٹر راجا نے کہا۔ اچھوت نشستوں کی تخصیص کے ساتھ مخلوط انتخاب منظور کر لیں گے۔ لیکن ہوم ممبر مسٹر ہیگ نے کہا۔ اگر سیاسیات میں گاندھی جی کے اختیار کردہ طریق کو وقعت دی جائے۔ تو کوئی گورنمنٹ نہیں چل سکتی۔ سر محمد یعقوب نے کہا۔ اعلیٰ ذات کے ہندو اگر گاندھی جی کی جان بچانا چاہتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ مندروں کے دروازے اچھوتوں کے لئے کھول دیں۔

ڈاکٹر امبیدکر اچھوت اقوام کے مسلّمہ لیڈر نے ایک پریس انٹرویو میں کہا۔ گاندھی جی کا اعلان ایک سیاسی کرتب ہے جس کی میں پروا نہیں کرتا۔ گاندھی جی کا فیصلہ کوئی اخلاقی جنگ نہیں۔ بلکہ سیاسی دھمکی ہے۔ اگر آپ نے ایسا کیا۔ تو طبعی موت کے بجائے وہ خود کشی کا ارتکاب کریں گے میں اس قسم کی دھمکیوں سے کسی صورت میں متاثر نہیں ہو سکتا میں اپنے فیصلے پر مضبوطی سے قائم ہوں۔ اگر مسٹر گاندھی ہندو قوم کے مفاد کے لئے اپنی جان پر کھیل سکتے ہیں تو اچھوت اقوام بھی اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر جانیں لڑا دینے کے لئے تیار ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے پر جوش الفاظ میں اعلان کیا۔ کہ میں جداگانہ انتخاب کسی قیمت پر بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

ڈاکٹر سر اقبال نے کہا۔ فاقہ کشی کی سوت نامردی کی علامت ہے اگر مجھے یہی ضرورت پیش آتی۔ تو بجائے گورنمنٹ کو دھمکی دینے کے اپنی قوم کو مجبور کرتا۔ کہ فلاں تاریخ تک اچھوتوں کے ساتھ مذہبی اور معاشرتی مساوات شروع کردو۔ ورنہ جان دیدونگا۔

سر اے۔ پی پیٹرو کی رائے ہے کہ سرکردہ ہندوؤں کا ایک وفد گاندھی جی کے پاس جا کر درخواست کرے کہ اس فیصلہ کو ملتوی کر دیں۔

بھائی پرمانند نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا۔

سر ہری سنگھ گوڑ نے کہا۔ گاندھی جی ایک غیر منصفانہ کار کے لئے قیمتی جان کھو دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں میں ان سے درخواست کرونگا۔ کہ وہ ملک کے مفاد کے لئے اس فیصلہ پر دوبارہ غور کریں۔

مسٹر باسو نے کہا۔ کہ فرقہ وار فیصلہ اتنا اہم نہیں۔ کہ گاندھی جی ایسا انسان اس کے لئے اپنی جان قربان کر دے۔

مسٹر شکمشیشور رائے سابق صدر بنگال کونسل نے کہا۔ گاندھی جی نے اس قوم کے سامنے ایک شکست خوردہ انسان کا طرز عمل اختیار کیا ہے۔ جس سے وہ ہندو قوم کے نام پر جنگ کر کے آئے ہیں۔

سر سپرو نے کہا۔ کہ ضروری ہے۔ کوشش کر کے گاندھی جی کی زندگی کو بچایا جائے۔

گاندھی جی کے متعلق شملہ میں بڑے زور کے ساتھ یہ خبر گشت کر رہی ہے جسے باخبر حلقوں میں درست خیال کیا جاتا ہے کہ انہیں ۲۰ ستمبر سے پیشتر ہی رہا کر دیا جائیگا۔ کیونکہ گورنمنٹ نہیں چاہتی۔ کہ وہ جیل میں جان دیدیں۔

ڈاکٹر مونجے نے ۱۳ ستمبر کو ناگپور میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ اگر مجھے دعوت دی گئی۔ تو میں ضرور تیسری گول میز کانفرنس میں شریک ہونگا۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ کہ ہندو اس سے ناراض ہوتے ہیں یا خوش

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۲ ستمبر کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آرمی سیکرٹری نے کہا۔ کہ ۱۹۱۴ء میں ہندوستانی فوج میں سکھ ۱۹ فیصدی مسلمان ۴۰ فیصدی اور ہندو گورکھے تیس فیصدی تھے۔ لیکن ۱۹۳۱ء میں علی الترتیب ۱۶۔ ۳۶ اور ۳۲ فیصدی ہیں۔

سکھوں کی جنگی کونسل نے مجالس آئین ساز کے بائیکاٹ کی جو تجویز کی تھی۔ اس پر غور کرنے کے لئے بعض ہندو اور سکھ ارکان کا ایک اجلاس ۱۱ ستمبر کو راجہ نریندر ناتھ کے مکان پر لاہور میں منعقد ہوا۔ فیصلہ جات کا صحیح طور پر تو علم نہیں ہو سکا۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ اکثریت اس تجویز کے خلاف تھی۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۲ ستمبر کو ہوم ممبر نے بتایا کہ مسٹر سین گپتا کو جیل میں ساڑھے چار روپیہ روزانہ خوراک کے لئے دیئے جاتے ہیں اور ایک ہزار روپیہ ماہوار ان کے گھر دیا جاتا ہے۔ ۲۲۵ روپیہ سہ ماہی انشورنس کا ادا کیا جاتا ہے۔ مسٹر سبرت چندر بوس پر ۱۵۴ روپیہ ماہوار خرچ آتا ہے۔ عبدالغفار خاں کو دو سو روپیہ ماہوار اور گاندھی جی و ولبھ بھائی پٹیل کو سو سو روپیہ ماہوار دیا جاتا ہے۔

ڈبلن سے ۱۲ ستمبر کی اطلاع ہے کہ مسٹر ڈی ویلرا نے ایک بھاری جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آئرلینڈ عدم ادائیگی لگان کے فیصلہ پر پوری طرح قائم ہے۔ اس معاملہ میں جھکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم جنگ جاری رکھیں گے اور ہمیں قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ہم انگلستان کی یہ تجویز کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔ کہ فیصلہ سے پیشتر لگان ادا کر دیا جائے۔ ہاں ہم کسی تیسری پارٹی یا بنک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ میں یہ رقم جمع کرانے کو تیار ہیں۔

برلن سے ۱۲ ستمبر کی خبر ہے کہ جرمنی میں چار سال کیلئے سیاسی معاہدہ کے متعلق نازیوں اور مرکزی پارٹی میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تک مشترکہ اقتصادی پروگرام کے متعلق تصفیہ نہیں ہوا۔ اس دن کے اجلاس کے بعد پریذیڈنٹ وان ہنڈن برگ نے پارلیمنٹ کے توڑے جانے کا اعلان کر دیا۔ اور لکھا کہ دوبارہ انتخابات ہونگے۔ لیکن اگلے روز سپیکر نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اور اجلاس طلب کر لیا۔ جس پر حکومت نے طاقت کے ذریعہ اس کے انعقاد کو روکنے کا عزم ظاہر کیا۔

چنگ چن سے ۱۴ ستمبر کی اطلاع ہے کہ ڈاکوؤں کی ایک جماعت نے چائنا ایسٹرن ریلوے پر ایک ٹرین کو پٹری سے اتار دیا۔ چھ ڈبے نیچے گر کر ٹوٹ گئے۔ اور سو اشخاص ہلاک ہو گئے۔ ڈاکوؤں نے تباہ شدہ ٹرین کو لوٹ لیا۔ اور متعدد مسافروں کو جن میں جاپانی بھی ہیں اٹھا کر لے گئے۔

روسی پٹرول کی ہندوستان میں درآمد کے لئے ایک جدید کمپنی کے قیام کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ برما شیل آئل کمپنی نے بمبئی سے ۱۲ ستمبر کو ایک اعلان کے ذریعہ پٹرول کی قیمت میں ساڑھے چار آنہ فی گیلن تخفیف کر دی ہے۔ اب ایک گیلن کی قیمت ایک روپیہ ایک آنہ ہو گی۔

سر میلکم ہیلی گورنر یو۔ پی کے متعلق نینی تال کے باخبر حلقوں میں یہ خبر گرم ہے کہ آپ گول میز کانفرنس میں سرکاری کام کے لئے ولایت جانے والے ہیں۔ اور آپ کی جگہ نواب صاحب چھتاری قائم مقام گورنر ہونگے۔

پنڈت مالوی نے ۱۷۔۱۸ ستمبر کو دہلی میں اچھوت اور ہندو لیڈروں کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ تا گاندھی جی کے اعلان فاقہ کشی پر غور کیا جا سکے اچھوت لیڈروں کو بذریعہ تار دعوت دی گئی ہے۔

ڈاکٹر امبیدکار سے ۱۴ ستمبر کو ایک دوسرا انٹرویو کیا گیا۔ آپ نے کہا۔ میں گاندھی سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اچھوتوں کی نمائندگی کے لئے ان کی کیا تجاویز ہیں۔ اگر وہی ہیں۔ جو گول میز کانفرنس میں انہوں نے پیش کی تھیں۔ تو وہ سب لغو اور فضول ہیں۔ لیکن اگر کوئی نئی تجاویز ہیں۔ تو دوسری بات ہے۔ مجوزہ کانفرنس کے متعلق آپ نے کہا۔ سب کے خیالات ظاہر ہیں اس لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن مجھے اس کے انعقاد پر بھی اعتراض نہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی